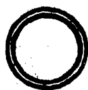
تیرے دربارِ کرم کا ہے ہر اک سو چرچا
کاش شاغل کو کبھی اس کا نظارہ ہوتا



دربارِ کرم

(منقبتوں کا مجموعہ)

شاغل ادیب، ایم۔اے



نیرنگِ ادب پبلیکیشنز
۳/۹/۳۰۴-۴-۱، مشیرآباد، حیدرآباد (اے پی) ۵۰۰۰۴۸

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو اپنے بزرگوار چچا حضرت شیخ مدار صاحب مرحوم کے نام معنون کرتا ہوں۔ میں نے اولیائے کرام کی عقیدت و احترام کا درس انہیں سے پایا ہے۔

شاغل ادیب، ایم۔ اے

طبع اول ـــــ ۱۹۹۰ء ـــ ۱۴۱۱ھ

تعداد ـــــ ایک ہزار

قیمت ـــــ (~~۵ روپے~~) پانچ Rs 7/50

طباعت ـــــ اعجاز پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار، حیدرآباد

ترتیب ـــــ شکیل مظہر

سرورق ـــــ شیخ فیض الحسن



کرمِ اوّل

استادِ سخن، حضرت شارق جمالؔ (ناگپور)
(مصنف تفہیم العروض)

دربارِ کرم

(پیش لفظ)

شاغلؔ ادیب ایم۔اے ایک شریف النفس انسان تو ہیں ہی ایک اچھے اور کہنہ مشق شاعر بھی ہیں۔ میدانِ نثر میں ان کے قلم کا رہوار اپنی تیز گامی تو دکھاتا ہی ہے لیکن نظم کا میدان بھی ان کی دسترس سے باہر نہیں۔ ان کی جودتِ طبع نے مختلف طرز کی نظمیں قطعات، رباعیات، حمد، نعت، منقبت اور سلام کے علاوہ دیگر اصناف میں اپنے جوہر دکھائے ہیں۔ غزل ان کا خاص موضوع ہے۔

اس صنف میں اپنے فکر پاروں کو روایت وجدّت دونوں کو برقرار رکھتے ہوئے عصری حسیّت کے ساتھ دنیائے ادب میں پیش کیا ہے۔ بقولِ محسن جلگانوی "شاغلؔ ادیب کا شعری سفر گو کہ خالص کلاسیکی، روایتی شاعری کے بطن سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے شعری سفر میں تبدریج تخلیقی امکانات کو ابھارنے کی کوششیں کیں اور اپنے عصر کے شعری تقاضوں کو فنکارانہ انداز میں اپنے شعری رویہ میں برتا ہے"

شاغلؔ ادیب نے ایک شاعر کی حیثیت سے جہاں غزل، رباعی، گیت، قطعات کے ذریعے خود کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے وہیں حمد، نعت اور منقبت میں بھی روایتی انداز میں بزرگانِ سلف سے اور محسنِ اعظم سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ کی سچی محبت اور عقیدت کو بھرپور انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

نعت، منقبت، اور سلام وہ اصنافِ شاعری ہیں جن پر قلم اٹھاتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری اور لازمی ہوتا ہے کہ کسی طرح کے مبالغے یا غلو کو اپنے ادب پاروں میں جگہ دیکر شرک کے مرتکب نہ ہوجائیں۔ لیکن ممدوح کی شان کو بھی کسی انداز سے کسی پہلو سے گھٹنے نہ دیا جائے۔ توصیف و مدح کے دامن کو اس انداز سے پکڑا جائے کہ ایک طرف تو ممدوح کی صحیح

توصیف بیان ہو اور دوسری طرف عقیدت، محبّت اور روحانی لگاؤ کا حق بھی ادا ہو جائے۔

شاغل ادیب کے زیرِ نظر مجموعے میں دو حمد، دو نعتیں اور ۲۰ منقبتیں درج ہیں۔ یہ مختصر سا مجموعہ ہے جسکے ہر شعر میں محبّتِ سلف کے ساتھ ساتھ شعری آہنگ اور شاعرانہ رکھ رکھاؤ بھی ملتا ہے شاعر نے "دربارِ کرم" کو اپنے مرحوم چچا حضرت شیخ مدار مرحوم کے نام معنون کیا ہے کہ انہیں سے آپ نے اولیائے کرام کی عقیدت و احترام کا درس حاصل کیا ع

سوگ میں شہیدوں کے جب کبھی بہے آنسو اے خوشا! عقیدت کے پھول بن گئے آنسو

بزرگانِ سلف کے غم میں اپنے آنسوؤں کو پھول بنا کر پیش کرنے والے شاعر شاغل ادیب کا دل ان کی سچّی محبّت سے سرشار ہے۔ یہ محبّت یہ نسبتِ خاص سرکارِ دو جہاں، سرورِ کائنات ؐ سے جا ملتی ہے۔ کہتے ہیں۔ ع

ہے لازمی بھی ضروری بھی نسبتِ صدیق رض دراصل الفتِ نبوی ؐ ہے الفتِ صدیق رض

شاغل ادیب کے "دربارِ کرم" میں مندرجہ بالا اشعار کے علاوہ ایسے اور بھی اشعار ملتے ہیں جن میں شاعرانہ چاشنی کے ساتھ ساتھ ممدوح کی ذات و صفات کا صحیح عکس لفظوں کے ذریعے کاغذ کی زینت بن گیا ہے۔ چند شعر ملاحظ فرمائیے۔ ع

پیامِ عظمتِ اسلام ہے پیامِ حسین رض جہاں میں زندہ رہے گا ہمیشہ نام حسین رض ۔ (منقبتِ حسین رض)

ہوں اک غلام ہی میں آپ رح کا غریب نواز رح رہوں گا بس یوں ہی در پر پڑا غریب نواز رح ۔ (منقبتِ غریب نواز رح)

آپ رح میرے حق میں ہیں محمودِ روحانی حضور رح اور میں ہوں آپ رح کے دربار کا ادنیٰ ایاز ۔ (منقبتِ بندہ نواز رح)

نکالو مجھے بحرِ درد و الم سے ملے ساحلِ سرخوشی غوثِ اعظم رح ۔ (منقبتِ غوثِ اعظم رح)

عکسِ جمیل، شاہِ شہ شاہ باز آپ رح ہیں پر تو عنایت گیسو دراز آپ رح

ہے کرّ یہ میں بھی بندہ نوازی کی روشنی ہیں شمعِ لطف و بخشش بندہ نواز آپ رح

(قطعہ سید شاہ عارف اللہ حسینی رح)

شاغل ادیب کے قلم سے نکلے ہوئے عقیدت و محبّت میں ڈوبے ہوئے یہ وہ روایتی انداز کے اشعار ہیں جنھیں لوگ ادب سے سنیں گے۔ شوق سے پڑھیں گے اور جن کی گونج دنیائے ادب و عقیدت میں تا دیر باقی رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز یہ مختصر سا مجموعۂ منقبت "دربارِ کرم" ضرور بہ ضرور مقبولِ خاص و عام ہوگا۔



سید عزیز الدین رضوان صاحب
قادری الچشتی، سکندرآباد

دربارِ کرم کے شاعر
جناب شاغل ادیب

میرے پُرخلوص دوست محترم شاغل ادیب ایم اے کو میں ایک عرصہ دراز سے جانتا ہوں۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ سکندرآباد، حیدرآباد، آندھرا پردیش بلکہ دور دور تک بھی ایک اچھے شاعر ہونے کے ناطے یہ جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کی محبت، ملنساری، خلوص، سنجیدگی اور خاموش مزاجی دلوں کو موہ لیتی ہے۔ یہ سب چیزیں ایک شاعر میں پایا جانا بہت بڑی اور خوش نصیبی کی بات ہے۔ جو شاغل ادیب میں موجود ہیں۔ ان کا پہلا مجموعۂ کلام ذکرِ اعظمؒ کے نام سے منظرِ عام پر آچکا ہے جو کافی مقبول ہوا۔ اب یہ دوسرا مجموعہ "دربارِ کرم" کے نام سے (جو منقبتوں پر مشتمل ہے) شائع ہو رہا ہے۔ ان کا کلام دیکھنے پر یہ محسوس ہوا کہ شاغل ادیب کو اولیائے کرام سے کتنی عقیدت ہے تقریباً ان کا ہر شعر خلوص و محبت و عقیدت میں ڈوبا نظر آتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بزرگانِ دین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ نعتؐ یا منقبتؒ کہنا ہر شاعر کے بس کی بات نہیں۔ یہ ایک خدا داد بات ہے جو شاغل ادیب کو نصیب ہوئی ہے۔ بقول شخصے ؎

لے سانس بھی آہستہ یہ دربارِ نبیؐ ہے ۔۔۔ پلکوں کا جھپکنا بھی یہاں بے ادبی ہے۔

شاغل ادیب نے کفر و الحاد سے دامن بچا کر جس عقیدت و احترام سے شعر کہتے ہیں قابلِ مبارکباد ہیں۔

ویسے میں کوئی نقاد یا مبصّر نہیں کہ کسی کے کلام کو جانچ سکوں یا تبصرہ کر سکوں۔ یہ سب محترم شاغل ادیب کے خلوص و محبّت نے کچھ لکھنے پر مجبور کر دیا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ یہ طفیلِ نبی کریمؐ ان کے دل میں بزرگانِ دین کی محبت کا نور بھر دے اور ان کے کلام کو مقبول و نایاب کرے۔ ؎ خدا دے اور بھی طاقت زباں میں

(آمین)

حمید حاصل (بی اے)
(مترجم کائناتی فلسفہ کا بہاؤ)

شاغل ادیب بطورِ شخص

شاغل ادیب میرے پُرخلوص دوستوں میں سے ہیں ۔ ادبی حلقوں میں میرے تعارف کر
میں ان ہی کی جانب سے پہل ہوئی ۔ اور انہوں نے سنہ کے درمیان سکندرآباد کے ادیبوں او
شاعروں کو منظرِ عام پر لانے کے تعلق سے بھی کام کیا ۔ سکندرآباد کی ادبی دستاویز جیسے جنا
محسن جلگانوی نے مرتب کیا ہے شاغل ادیب کی ادبی خدمات پر بہت اچھی روشنی ڈالتی ہے
شاغل ادیب کی شاعری اور ان کے شاعرانہ مزاج کے تعلق سے کچھ کہنے کا یہ موقعہ نہیں
وہ ایک بڑا کام ہوگا۔

یہ بات صحیح قرار پاتے ہوئے بھی کہ فن اور شاعری شخصیت کو عبور کرنے کا نام ہے ۔ جیس
ڈاکٹر خانم نے اپنی کتاب "یونگ کا نظریہ ٹائپ میں" کہا ہے ۔ ہم شاغل ادیب کو بطورِ شخص
کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں ان کی شخصیت متوجہ کرتی رہتی ہے ۔ شاغل ادیب کسی باغ میں
میٹھے پھل کے درخت کی طرح نظر آتے ہیں جو گزرنے والوں کو متوجہ کرتا رہتا ہے یا کسی انشا
کردار کی یاد دلاتا ہے ۔ جو نہایت خاموش اور معقول پسند رہا ہو ۔ کوئی کاروائی ہو، محفل چلانا
یا جلسہ منعقد کروانے کی، شاغل ادیب ایک مطمئن شخص نظر آئیں گے ۔ شعر کہتے وقت بھی
شعر پر رائے دیتے وقت بھی وہ اپنے امتیازی و مخصوص اطمینان کو ظاہر کرتے ہیں ۔

علامہ اشرف افتخاریؒ جو سکندرآباد کے بزرگ اور صوفی منش شاعر گزرے ہیں ۔ شا
ادیب کو بہت قریب رکھتے تھے ۔ شاغل ادیب کو یہ قربت علامہؒ کے آخری زمانے میں مل
علامہؒ کے کلام کا ایک حصہ "مکاشفاتِ اشرف" کے نام سے شائع ہوا جس کی رسمِ اجراء کا
شاغل ادیب ہی نے کیا تھا ۔ علامہؒ سے محبت و عقیدت کی بدولت شاغل ادیب نے ایک
بزم کو وجود میں لانے کی تجویز پیش کی جس میں تصوف سے دلچسپی رکھنے والے شاعر، ادیب
ادب نواز شخصیتیں شامل ہو سکیں ۔ علامہ کی اجازت سے اس کا قیام بھی عمل میں آیا اور ان

واقع وارث گوڑہ میں اس کی چند محفلیں بھی منعقد ہوئیں ۔ راقم الحروف کو بھی اس بزم میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ منقبتوں کا یہ مجموعہ قارئین اور معتقدین کو بزرگوں کے ادب واحترام کے مقام سے لے جاتے ہوئے ایک ایسی مقدس منزل پر پہنچائے جہاں سے "دربارِ کرم" کا مشاہدہ آسان ہو جائے جس کی عطاؤں کے ہم منتظر ہوتے ہیں۔

کلام "دربارِ کرم" دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف کو بزرگانِ دین اور ان کی بارگاہوں سے والہانہ محبّت ہے۔ میری بے مقامی اس سے آگے بڑھ کر کچھ کہنے کی اجازت نہیں دیتی ۔
آرزو ہے کسی صاحبِ نظر کی زبان سے یہ جملہ نکل آئے کہ شاغل ادیب ان بارگاہوں سے واقعی فیضیاب بھی ہیں۔

آخر میں "دربارِ کرم" کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے جو مجھے بے حد پسند آئے ۔

حدیثِ کرب وبلا ہے عظیم اے شاغل
کہ اس نے عزم کی عظمت کی آبرو رکھ لی

ہجومِ تیرگیٔ شب میں گھر گیا تھا میں
چراغِ خیر اچانک جلا دیا تم نے

سجھائی نہیں دیتا منزل کا رستہ
ہے درکار اب رہبریِ غوثِ اعظمؓ

جسے ہو نہ حاصل تمہاری عنایت
اُسے کیا ملے گا کرم مصطفےٰؐ کا

گنہ گار ہوں میں تیرا مجھ کو مولا
معاف اپنے محبوبؐ کے واسطے کر



حمد

مرے مولا! مجھ پہ کرم کی نظر کر

مرے مولا ! مجھ پہ کرم کی نظر کر
میں تھک ہار کر آیا ہوں تیرے در پہ
میں بھٹکا کیا ساتھ شیطاں کے برسوں
چلا ہوں خدایا غلط راستوں پہ
کمینہ نہیں کوئی مجھ سا مرے رب
ترا ایک بندہ ہوں میں، وہ بھی کم تر
سدا میں نے برتی ہے غفلت ہی تجھ سے
سزا دے مجھے چاہے جو ربِّ اکبر
گنہگار ہوں میں ترا، مجھ کو مولا
معاف اپنے محبوبؐ کے واسطے کر
مجھے نیک بندوں کے صدقے میں آقا
کرم کر کہ ہو جاؤں انساں بہتر
چلوں گا یہاں سے سدا راہ سیدھی
سدا ساتھ مولا تو میرے رہا کر
بدی نے کیا آج تک میرا پیچھا
یہاں سے چلا تو مجھے نیک رہ پر
ندامت سے پھر سامنا ہو نہ میرا
مجھے تو بنا دینا عظمت کا پیکر
یہ شاغل رہا ہے بہت بھٹکا بھٹکا
اسے اب غلط رہ سے رکھنا بچا کر

حمد

مرے یارب مجھے شاغل بنا تو



مرا آقا مرا ربّ العلیٰ ... تو
میں بندہ ہوں ترا میرا خدا تو
مکمل صاحبِ جود و عطا تو
ہر اک انسان کا حاجت روا تو
نہیں اونچا کہیں بھی کوئی تجھ سا
بلندی کی خدا یا انتہا تو
ہے اوّل تو ہی سب کچھ بعد تیرے
ہے موجوداتِ کُل کی ابتدا تو
شکارِ کفر ہونے سے بچالے
جہاں سے مجھ کو با ایماں اٹھا تو
چلے لب پہ ہمیشہ ذکر تیرا
مرے یارب مجھ شاغل بنا تو



نعتؐ

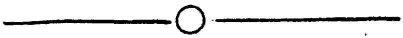
اس محمدؐ پہ جاں میری قربان ہے



اُترا جس ذاتِ اقدس پہ قرآن ہے
اس محمدؐ پہ جاں میری قربان ہے
نسبتِ شاہِ دیںؐ دے گی جنّت مجھے
نسبتِ شاہِ دیںؐ میرا ایمان ہے
دل کو رہتا ہے ہر پل خیال آپؐ کا
جانبِ طیبہ ہر پل کھنچے جان ہے
آپؐ کے عشق میں میری حالت ہے وہ
دیکھ کر جس کو ہر چشم حیران ہے
ہے بُلند اپنا سر آج سنسار میں
اپنے محبوبؐ کا سب یہ احسان ہے
ہر جگہ مل گیا آپؐ کا نقشِ پا
ہر قدم منزلِ زیست آسان ہے
پاس شاغل کو اپنے بلا لیجئے
اس کو طیبہ کی کا ارمان ہے

نعتؐ

ہم کو بخشوا دینا ہم کہ جو تمہارے ہیں



آمنہ کے جانی ہیں وہ جو رب کے پیارے ہیں
ہم کو فخر ہے اُنؐ پر، وہ نبیؐ ہمارے ہیں

دید وجہِ صد راحت، دھیان ہے سکونِ دل
آنکھ منتظر اُنؐ کی، سب انہیںؐ پکارے ہیں

بے کسوں کے ماواہ وہؐ، بے لبسوں کے ملجا وہؐ
ان کے ہیں قرارِ جاں، وہ جو غم کے مارے ہیں

اُنؐ سے سب ملا ہم کو، کوئی یہ بتائے تو
ہاتھ غیر کے آ گئے، ہم نے کب پسارے ہیں

اے شفیعِ محشرؐ ہم ہیں گنہ گاروں میں
ہم کو بخشوا دینا، ہم کہ جو تمہارے ہیں

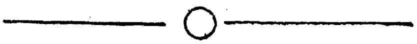
گو ہے جوش پر طوفاں پھر بھی ہم نہ ڈوبیں گے
بن کے ناخدا آقاؐ، ساتھ جب ہمارے ہیں

خم ہے پاؤں پر اس کے، سر جہاں کا اے شاغل
جس نے یادِ احمدؐ میں روز و شب گزارے ہیں



منقبت

ہے احترام کے قابل خلافتِ صدیقؓ



ہے لازمی بھی ضروری بھی نسبتِ صدیقؓ
دراصل الفتِ نبویؐ ہے الفتِ صدیقؓ

مقام ان کا ہے اصحابِ مصطفیٰؐ میں بلند
ہے احترام کے قابل خلافتِ صدیقؓ

کچھ اور بڑھ چلی ہے عظمتِ حدیثِ رسولؐ
کچھ اور پھیل چلی ہے صداقتِ صدیقؓ

ادھوری فتحِ رسولِ کریمؐ پوری کی
چھپی ہے دین کی وسعت میں عظمتِ صدیقؓ

زکوٰۃِ بقیہ بڑے حوصلے سے کرلی وصول
ہو کیوں نہ حاصلِ عظمت شجاعتِ صدیقؓ

تمام مرتدوں کا سر کچل دیا بڑھ کر
تھی کارناموں کا حاصل قیادتِ صدیقؓ

قبول دین کو پہلے کیا تھا آپؓ ہی نے
ہے شاغل اس لئے دنیا میں شہرتِ صدیقؓ

◎

منقبت حسینؓ

ہیں منارۂ روشن انؓ کی یاد کے آنسو



سوگ میں شہیدوں کے جب کبھی بہے آنسو
اے خوشا! عقیدت کے پھول بن گئے آنسو

یا شفق میں ڈوبی ہے آج صبحِ عاشورہ
یا تمام شب نے خود روئے خون کے آنسو

بڑھ گیا وہاں کا ہر ذرّہ چاند سورج سے
کربلا میں جس جا بھی شاہؓ کے گرے آنسو

خضر ہیں سچائی کے، صبر کے ہیں پیغمبر
ہم کو مسکراہٹ دی، آپؓ پی گئے آنسو

دور تک چمکتے ہیں راستے صداقت کے
ہیں منارۂ روشن انؓ کی یاد کے آنسو

ہے بیاں شہادت کا زندہ حزنیہ شاغل
آج بھی ٹپکتے ہیں سب کی آنکھ سے آنسو



منقبتِ غوثؒ

ہو مسیحا مرے تم ہو مشکل کشا



ہو مسیحا مرے تم ہو مشکل کشا
میرے غوث الوریؒ میرے غوث الوریؒ
میں کہ سنسار میں جیتے جی مر گیا
دو حیات اک نئی مجھ کو بہرِ خدا
تم یقیناً کرو گے مدد میری غوثؒ
حالِ دل میرا تم سے کہاں ہے چھپا
میری آنکھوں کے آگے اندھیرا سا ہے
اب جلا بھی دو اپنے کرم کا دیا
مجھ کو منزل خوشی کی نئی بخش دو
سر بسر غم ہے میرا ہر اک راستا
ہجر میں گھُٹ رہا ہے یہاں میرا دم
اب بلا بھی لو بغداد مجھ کو ذرا
نیک راہوں پہ اس کو چلا لیجئے
ہے گنہ گار شاغلؔ ادیب آپ کا



منقبت دستگیرؒ

دامن پکڑ لے مجھ سا بھی تو دستگیرؒ کا



حلقہ بگوش تو بھی ہو پیرانِ پیرؒ کا
دامن پکڑ لے مجھ سا تو بھی دستگیرؒ کا

مانا کہ تم ہو بادشہِ وقت آج کل
میں تو فقط غلام ہوں روشن ضمیرؒ کا

ہے آسمان اوڑھنا، بستر زمین ہے
جینا یہی ہے غوثؒ کے سچّے فقیر کا

میں دنیوی گت ہوں کی آفت سے بچ گیا
پایا ہے جب سے راستہ روشن ضمیرؒ کا

راہِ خدا میں ولیوں سا ہر چیز چھوڑ دی
ہے یہ کمالِ فقر مرے قلبِ میر کا

شاغل ادیب اصالحوں کی صف میں آ گئے
یہ بھی ہے اک کرشمہ مرے دستگیرؒ کا



منقبتِ خواجہ اجمیرؒ
تمام ہند میں چرچا ہے آپؒ کا گھر گھر



دیارِ خواجہؒ ہے فیض و کرم کا اک ساگر
ہوئے نصیب یہاں سب کو چاہ کے گوہر

مخالفین کرامت اٹھا رہے ہیں سر
سمیت لیجئے کوزے میں پھر انا ساگر

جلایا آپؒ ہی نے ہند میں دیا دیں کا
ہیں آپؒ نائبِ سرکارؐ، سیدِ سنجرؒ

کرشمہ آیۂ کرسی کا پھر دکھا دیجئے
قدم قدم پہ ہیں جوگی سے اب بھی جادوگر

مرادیں پا گئے سب، گود گود کھل اٹھی
یہاں سے لوٹا نہ خالی کوئی یہ ہے وہ در

وہ گیت آپؒ نے چھیڑا تھا پیت کا جو کبھی
وہ گیت آج بھی لہرا رہا ہے ہر لب پر

ہے آپؒ ہی کا ہر اک سمت فیضِ روحانی
تمام ہند میں چرچا ہے آپؒ کا گھر گھر

مزارِ قدس پہ ہیں جمع مسلم و ہندو
ہے راج آپؒ کا ہر فرقے پر ہر اک دل پر

تمام تشنگیٔ ذہن و دل بجھے شاغلؔ
ملے جو خواجہ کے دستِ کرم کا اک ساغر

منقبتِ حسینؓ

جہاں میں زندہ رہے گا ہمیشہ نامِ حسینؓ



پیامِ عظمتِ اسلام ہے پیامِ حسینؓ
جہاں میں زندہ رہے گا ہمیشہ نامِ حسینؓ

حسینؓ! راہِ خدا کے عظیم اک رہبر
حسینؓ! حق و صداقت کے ایک زندہ نگر

جہادِ دینِ الٰہی کے قافلہ سالار
حسینؓ! صبر و شہادت کے پُرضیا مینار

سرِ عظیم جھکایا نہ ظلم کے آگے
بقائے دیں کے لئے جان دیدی خوش ہو کے

علیؓ کے لاڈلے، سبطِ نبیؐ، امام حسینؓ
قبول کیجئے شاغل کا بھی سلام حسینؓ



منقبتِ حضرت عارف اللہ حسینیؒ

گرہ پہ

جس دل میں آپؒ ہوں وہاں کیوں روشنی نہ ہو



فیض و کرم میں آپؒ کے کوئی کمی نہ ہو
اتنا نہ ہو تو زیست مری زیست ہی نہ ہو

ہر لب پہ جگمگائے سدا نام آپؒ کا
ہر قلب میں سکوں ہو کوئی بے کلی نہ ہو

ہیں آپؒ کے کرم سے اندھیروں سے دور ہم
جس دل میں آپؒ ہوں وہاں کیوں روشنی نہ ہو

خادم کو آپؒ کے ملے صد شہرتِ جہاں
تا حشر ہو دعا کہ یہ بدنام ہی نہ ہو

پل پل کھلائیے گا گلابِ امید کو
چہرے پہ اب کسی کے بھی افسردگی نہ ہو

اک ایک پل رہے وہ نشاطِ حیات میں
نسبت ہو جسکو آپؒ سے ہرگز دکھی نہ ہو

ہے آپؒ کا کرم ہی فقط اس کے حال پر
شاغلؔ سے ورنہ ریلوے کی افسری نہ ہو



منقبتِ غریب نوازؒ

اب اونچا مجھ کو اٹھا دیجئے یا غریب نوازؒ



کرم کی شان دکھا دیجئے یا غریب نوازؒ
نصیب میرا جگا دیجئے یا غریب نوازؒ

نظر کی پیاس عجب ہے کہ بجھ نہیں پاتی
شرابِ دید پلا دیجئے یا غریب نوازؒ

قدم قدم پہ گرا جا رہا ہوں، جانے کیوں
سہارا مجھ کو ذرا دیجئے یا غریب نوازؒ

نظر میں آج زمانے کی میں گرا ہوں بہت
اب اونچا مجھ کو اٹھا دیجئے یا غریب نوازؒ

ہے زخم زخم مرا سینہ، اک نظر ہو ادھر
گلاب اس کو بنا دیجئے یا غریب نوازؒ

کڑی ہے دھوپ گناہوں کی آج سر پہ مرے
غلافِ لطف اڑھا دیجئے یا غریب نوازؒ

نگاہِ شوق ہے شاغلؔ ادیب کی مضطر
اسے بھی جلوہ دکھا دیجئے یا غریب نوازؒ



قطعہ، سید شاہ عارف اللہ حسینیؒ گڑپہ



عکسِ جمیلِ شاہِ شہِ شاہؒ باز آپؒ
ہیں پر توِ عنایتِ بندہ نواز آپؒ
ہے گڑپہ میں بھی بندہ نوازی کی روشنی
ہیں شمعِ لطف و بخششِ بندہؒ نوازؒ آپؒ



منقبت حضرت علاؤ الدین انصاریؒ عرف لاڈلے مشائخؒ الند شریف

لاڈلے مشائخؒ کا، کافی اک اشارا ہے

(بہ طرزِ ٹھمری)

لاڈلے مشائخؒ جی تم ہی کو پکارا ہے
اب مدد مری کرنا، دل غموں کا مارا ہے

خونِ اشک پیتی ہوں، دل کے زخم سیتی ہوں
اس طرف بھی ہو جائے فیض جو تمہارا ہے

کیا مٹے مری ہستی، کیا بگاڑے گی دنیا
یہ تمہاری چشمِ وا، جب مرا سہارا ہے

وقتِ بد سنبھل بھی جا، تیرے خاتمے کو اب
لاڈلے مشائخؒ کا، کافی اک اشارا ہے

گنبد اک مہِ تاباں، کہکشاں ہیں میناریں
قطبؒ کے چراغاں کا، دیدنی نظارا ہے

ہو اللہ کہ یا بدوح، دھن عجب ہے شاغل کی
اس نے ہر جگہ، ہر پل تم ہی کو پکارا ہے



منقبت

سید شاہ لا اُبالیؒ کرنول

شاہؒ! اگر سر پہ ہمارے ترا سایا ہوتا



گر مجھے سینے میں اپنے تو بسایا ہوتا
دور مجھ سے نہ کبھی تیرا یہ سایا ہوتا

دامن امید کا بھر جاتا کرم سے تیرے
گوہر اشکوں کا جو پلکوں پہ سجایا ہوتا

رہتا دنیا میں بلند اپنا ہمیشہ یہ سر
تو نے نظروں سے مجھے گر نہ گرایا ہوتا

زیست بھی ملتی، خدا بھی مجھے ملتا بے شک
جو درِ شاہؒ پہ سر اپنا جھکایا ہوتا

مجھ کو مل جاتا ابالیؒ کا اگر نقشِ قدم
جھک کے پیشانی سے میں اسکو لگایا ہوتا

دور ہر مشکلِ ہستی سے نظر ہم آتے
شاہؒ گر سر پہ ہمارے ترا سایا ہوتا

تیرے دربارِ کرم کا ہے ہر اک سو چرچا
کاش شاغلؔ کو کبھی اس کا نظارا ہوتا



منقبتِ غوث الوریؒ

ہیں شہِ اولیا میرے غوث الوریؒ



نائبِ مصطفیٰؐ میرے غوث الوریؒ
ہیں شہِ اولیا میرے غوث الوریؒ

ہے سفینہ گھرا میرا طوفان میں
لیجیئے گا بچا، میرے غوث الوریؒ

رات اک قہر ہے، دن ہے اک حشر سا
زیست ہے مسئلہ، میرے غوث الوریؒ

ہر مصیبت میں تمؒ کام آنا مرے
میرے مشکل کشا، میرے غوث الوریؒ

کب سے آواز دیتا ہوں میں آپؒ کو
سنیئے میری صدا، میرے غوث الوریؒ

مردنی سی ہے چھائی ہوئی قوم پر
دیجیئے گا جِلا، میرے غوث الوریؒ

آپ بغداد میں اور شاغلؔ ادیب
ہند میں ہے پڑا میرے غوث الوریؒ



منقبت خواجہ بندہ نوازؒ

اور میں ہوں آپؒ کے دربار کا ادنیٰ ایاز



اپنے گیسو میں چھپا لیجیے مجھے گیسو درازؒ
چلچلاتی دھوپ ہے سر پر مرے بندہ نوازؒ
آپؒ میرے حق میں ہیں محبوبِ روحانی حضورؒ
اور میں ہوں آپؒ کے دربار کا ادنیٰ ایاز ۔
آپؒ کے فیض و کرم پر ناز ہے بے حد مجھے
مجھ سے عاصی کو کیا بس آپؒ ہی نے سرفراز
سلسلے کے کھٹکھٹائے میں نے یوں تو در بہت
در سے لیکن آپؒ ہی کے من گئی میری نیاز
اُس بشارت کو میں آقاؐ بھول سکتا ہی نہیں
آپؒ نے کھولا تھا جس میں خلق کی بخشش کا راز
جھومتا ہوں مست ہو کر آپؒ ہی کے دھیان میں
میرے دل میں گونجتا ہے آپؒ کی الفت کا ساز
سجدے میں سر، ذہن میں رقصاں ہیں حرمینِ شریف
ہے یہ شاغلؔ عاشقانِ رب کی معراجِ نماز



منقبت خواجہ معین الدینؒ

دیارِ قدس میں لے لو بلا، معین الدینؒ



سنو مری بھی صدائیں شہا، معین الدینؒ
دیارِ قدس میں لے لو بلا، معین الدینؒ

ہے لازمی مجھے نسبت تمہاری یا خواجہؒ
کہ تمؒ ہو نائبِ نورِ خدا، معین الدینؒ

میں جس جگہ ہوں، وہاں دور تک اندھیرا ہے
جلادو نور کا اب اک دیا، معین الدینؒ

اکیلا راہ میں ہر اک قدم بھٹکتا ہوں
بتادو مجھ کو بھی رستہ ذرا، معین الدینؒ

دیارِ ہند کا ہر غمزدہ، پریشاں حال
پکارتا ہے تمہیں اب بھی "یا" معین الدینؒ

دیا تھا تمؒ نے ہمیں درسِ اتحادِ قوم
وہ اتحاد کہاں اب رہا، معین الدینؒ

یہ زندگی ہے میری آج غم کا اجڑا بن
بنادو اس کو چمن خلد کا، معین الدینؒ

نظر ہو شاغلِ عاصی پہ اب عنایت کی
معاف کر بھی دو اس کی خطا معین الدینؒ

منقبتِ غوثؒ

مرے غوثؒ گر ہو تمہارا اشارہ



ہو مشکل کشا تم ہو تم میرے آقا
کرم ہو کرم مجھ پہ اے غوث داتا
مرا سر بلند اور ہوگا جہاں میں
مرے غوثؒ ہو گر تمہارا اشارا
رہے دھوپ غم کی سدا دور مجھ سے
رہے سر پہ تا عمر خوشیوں کا سایا
جسے ہو نہ حاصل تمہاری عنایت
اُسے کیا ملے گا کرم مصطفیٰؐ کا
نظر آیا بغداد میں طیبہ مجھکو
خوشا مدّعا میرا اپنا بر آیا
بسی چاہتِ پیرؒ جو دل میں شاغلؔ
ہے احسان مجھ پر یہ میرے خدا کا



منقبتِ معصوم بادشاہؒ (کرنول)

بہ فضلِ رب اسے شاغل بنا دیا تمؒ نے

نصیبہ سویا تھا، آقاؒ جگا دیا تمؒ نے
زمیں سے مجھکو فلک پر بٹھا دیا تمؒ نے

ہجومِ تیرگیٔ شر میں گھر گیا تھا میں
چراغِ خیر اچانک جلا دیا تمؒ نے

قدم قدم پہ کسی نے کیا مجھے بے بس
قدم قدم پہ مجھے آسرا دیا تمؒ نے

گہر حیات کے بخشے، متاعِ دنیا دی
خزانہ مجھکو ہر اک طرح کا دیا تمؒ نے

تھا بے قرار بہت دل بھی میرے سینے میں
سکون پایا کہ جلوہ دکھا دیا تمؒ نے

فسردہ دل کو مسرت کی روشنی بخشی
جو روتے والے تھے ان کو ہنسا دیا تم نے

بہ شوق اس نے ادیبانہ منقبت لکھی
بہ فضلِ رب اسے شاغل بنا دیا تمؒ نے

منقبتِ غوثِ اعظمؒ

کرم ہو کرم مجھ پہ بھی غوثِ اعظمؒ

دکھا دو مجھے روشنی غوثِ اعظمؒ
چمک جائے ہستی مری غوثِ اعظمؒ
نکالو مجھے بحرِ درد و الم سے
ملے ساحلِ سرخوشی غوثِ اعظمؒ
مقدر سنوارا ہے لاکھوں کا تمؒ نے
کرم ہو کرم مجھ پہ بھی غوثِ اعظمؒ
سجھائی نہیں دیتا منزل کا رستہ
ہے درکار اب رہبری غوثِ اعظمؒ
بلا لو مجھے اپنے پاس اب بلا لو
مری جان پر ہے بنی غوثِ اعظمؒ
تمہارا ہی صدقہ ہے کہتا ہے شاغل
ہے اسکی جو یہ شاعری غوثِ اعظمؒ

قطعہ

بے خطر پار کیا عاشقِ دیں نے بڑھ کر
شر کے اس راہ میں جتنے بھی سمندر آئے
اصل میں ان کی شہادت سے ہوا قتلِ یزید
کام اسلام کے آئے تو بہتّر آئے

منقبتِ غریب نوازؒ

رہوں گا بس یوں ہی در پہ پڑا غریب نوازؒ

(بہ قید مطلع)

شکار جیتے جی ہوں موت کا غریب نوازؒ
مری حیات کو دیجئے جِلا، غریب نوازؒ
نہیں ہے زیست میں کوئی مرا غریب نوازؒ
مجھے بھی دیجئے اب آسرا، غریب نوازؒ
ہوں اک غلام ہی میں آپؒ کا، غریب نوازؒ
رہوں گا بس یونہی در پہ پڑا، غریب نوازؒ
خلافِ حق کوئی جوگی اٹھا غریب نوازؒ
کرشمہ پھر کوئی دیجئے دِکھا غریب نوازؒ
الم کا سنئے ذرا ماجرا، غریب نوازؒ
اسیرِ غم ہوں، خوشی ہو عطا غریب نوازؒ
ہو وقت صبح کا یا شام کا، غریب نوازؒ
رہا ہے آپؒ ہی کا تذکرہ، غریب نوازؒ
ادیبؔ دور ہو ہر شر سے یا غریب نوازؒ
ہو کارِ خیر میں شاغل سدا غریب نوازؒ

منقبتِ سیّد شاہ عارف اللہ حسینی دکڑپہ

نام تیرا ہی شب و روز پکارا جائے

"لمحہ لمحہ تری یادوں میں گزارا جائے"
نام کو تیرے شب و روز پکارا جائے

رحمتِ خاص مرے ساتھ وہاں تک ہوگی
دور جتنا نگہِ شہ کا اشارا جائے

تیری نسبت پہ ترے سامنے جب ہے پھیلا
اب کہیں اور نہ یہ ہاتھ پسارا جائے

سایۂ فیض ترا سر پہ رہے گا اس کے
جس جگہ بھی یہ تری چاہ کا مارا جائے

دل ترا، جان تری، ہے مرا سب کچھ تیرا
ہے بجا زیست کو اب تجھ پہ ہی وارا جائے

آؤ شاغلؔ درِ عارف پہ چلیں اب ہم بھی
بھاگ اپنا بھی اسی در پہ سنوارا جائے

منتخب اشعار

شر کے آنے کو ہمیشہ کئی لشکر آئے
سب دھرا رہ گیا جب سبطِ پیمبر آئے

آج بھی زندۂ جاوید ہے ان کی ہستی
یوں مٹانے کو یزیدی جنھیں اکثر آئے



سلام بحضور امام حسینؓ

سلام اس پر ستم گری کے خلاف نعرہ لگایا جس نے



سلام اس پر پیام جس کا ہے شمعِ راہ خدا پرستی
سلام اس پر نفس نفس میں ہے جسکے درسِ وفا شعاری
سلام اس پر رکھے ہیں ٹھوکر میں جس نے ظلم و ستم کے ایواں
سلام اس پر لٹا دی جس نے حق و صداقت کے واسطے جاں
سلام اس پر بقائے دیں کے لئے گھر اپنا لٹایا جس نے
سلام اس پر ستم گری کے خلاف نعرہ لگایا جس نے
سلام اس پر کہ جس نے اسلام کو نئی اک حیات بخشی
سلام اس پر وقارِ ملّت کی مٹ کے خود جس نے لاج رکھ لی
سلام اس پر دیا نہ جس کو یزید نے کربلا میں پانی
سلام اس پر کہ اس پہ بھی اک جبیں پہ کوئی شکن نہ آئی
سلام شاغل ادیب اس پر کہ جس کے غم میں جہاں ہے گریاں
سلام اس پر کہ کربلا میں سر اپنا دے کر رہا ہے شاداں

شعرِ نعتؐ

ہے دعا میری خدا سے یہی اے شاغل ادیب
مرتے دم لب پہ مرے نامِ پیمبرؐ آئے



منقبتِ حسینؓ

حسینؓ! تم نے روایت کی آبرو رکھ لی



خدا کے دیں کی صداقت کی آبرو رکھ لی
یہ واقعہ ہے شریعت کی آبرو رکھ لی

ہر ایک ظلم سہا، ظالموں کا ہنس ہنس کر
گلا کٹا کے شہادت کی آبرو رکھ لی

دیا نہ آپؓ نے ہاتھ اپنا دستِ باطل میں
خدا گواہ ارادت کی آبرو رکھ لی

سرِ وقار جھکایا نہ کفر کے آگے
مٹا کے خود کو صداقت کی آبرو رکھ لی

ہوئے تھے شیرِ خدا حضرت علیؓ بھی شہید
حسینؓ! تم نے روایت کی آبرو رکھ لی

حدیثِ کرب و بلا ہے عظیم اے شاغلؔ
کہ اس نے عزم کی عظمت کی آبرو رکھ لی

ایک شعر

ایک اک قطرہ کو ترسی ہے یہاں جنکی زباں ان کے حصے میں وہاں ساغرِ کوثر آئے



کرم آخر

یوسف یکتا
موظف ڈپٹی ڈائرکٹر خزائن وحسابات (اے پی)

بہ فضل رب اسے شاغلؔ بنا دیا تم نے

○

سکندر آباد کے بزرگ شعراء میں جناب شاغلؔ ادیب کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ قبل ازیں ان کی نعتوں کا مجموعہ "ذکر اعظم" شائع ہو چکا ہے۔

شاغلؔ صاحب کے کلام میں جو چیز بڑی نمایاں ملے گی وہ سرکار دو عالمؐ، خلفائے راشدین و بزرگان دین کی محبت و عقیدت جو ان کے قلب کی گہرائیوں میں بسی ہوئی ہے ان کا طبعی رجحان بنیادی طور پر ادب کی مقدس صنف "نعت شریف" پر مائل ہے جس کا اظہار ان کے اس شعر سے واضح ہوتا ہے کہ

"سخن کے یوں تو کئی ہیں دھنی مگر شاغلؔ یہ سچ ہے چند ہی کو نعت کا خزانہ ملا"

نعتوں کے علاوہ انہوں نے حمد، منقبتیں اور سلام بھی بڑی عقیدت و احترام سے لکھے ہیں اور ہر صنف میں الحمدللہ کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔ یہ مجموعہ "دربار کرم" ان کی دوسری قلمی کاوش ہے جس میں حمد نعت اور منقبتیں شامل ہیں جناب شارق جمال (ناگپور) نے اس مجموعہ پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اب مزید کچھ لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی لیکن میرے عزیز دوست شاغلؔ صاحب نے مجھ سے خواہش کی کہ صفحہ آخر کے لئے کچھ لکھوں۔ ان کی شاعری کے مطالعہ سے یہ بات تو واضح ہے کہ ان کا شعری سفر خالص کلاسیکی و روایتی شاعری کے بطن سے شروع ہوتا ہے لیکن غزلوں اور نظموں سے ہٹ کر "نعتؐ" کے میدان میں ان کا قلم جولانیاں دکھاتا رہا۔

مکمل صاحب جود و عطا توُ	ہر اک انسان کا حاجت روا توُ	(حمد)
نسبتِ شاہِ دیں دے گی جنت مجھے	نسبتِ شاہِ دین میرا ایمان ہے	(نعتؐ)
لمحہ لمحہ تیری یادوں میں گذرا جائے	نام کو تیرے شب و روز پکارا جائے	(منقبت شاہ عارفؒ)
مقام ان کا ہے اصحابِ مصطفیٰؐ میں بلند	ہے احترام کے قابل خلافتِ صدیقؓ	(منقبت صدیقؓ)